ختم نبوت

کورس

موضوع

عقیدہ ختم نبوت

سبق نمبر 9

عنوان

تعارف حضرت عیسیٰ علیہ السلام

انوارِ ختم نبوّت ٹرسٹ پاکستان

انٹرنیشنل ختم نبوۃ موومنٹ پاکستان

خلاصہ:

اس سارے سبق کا خلاصہ یہ ایک پیراگراف ہے۔

اس سبق میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ اور خود ان کی حالات زندگی ان کی پیدائش سے آسمان پر اٹھائے جانے تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارات، حلیہ مبارکہ بعثت کو مختصراً ذکر کیا جائے گا۔

انتہائی مختصر انداز میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تعارف پیش کیا جاتا ہے کہ کہاں پیدا ہوئے، اندازِ ولادت، ان کا زندگی (جب تک زمین پر رہے) گزارنا۔ اسی طرح ان کا سلسلۂ نسب وغیرہ۔

نام: عیسیٰ علیہ السلام لقب: یسوع۔ عبداللہ

کنیت: مسیح اور کسی جگہ (جیسے 16 ویں پارے میں) عبداللہ۔ ابن مریم

ذیل میں قرآن کی وہ آیات جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے مختلف اسماء و کنیت ولقب استعمال ہوئے ہیں۔

نمبر شمار	سورۃ	آیات	عبداللہ	مسیح	ابن مریم	عیسیٰ	تعداد آیات
1	البقرہ	253-137-136-87	x	x	2	3	5
2	آل عمران	84-64-42	x	1	1	5	24
3	النساء	172-171-159-156	x	3	2	3	6
4	المائدہ	120-110-78-75-72-46	x	5	10	6	18
5	الانعام	85	x	x	x	1	1
6	النور	31-20	x	1	1	x	2
7	مریم	35-16	1	1	1	1	19
8	المؤمنون	5	x	x	1	1	1

9	الاحزاب	8-7	x	x	1	1	2
10	الشوریٰ	13	x	x	x	1	1
11	الزخرف	63-57	x	x	1	1	2
12	الحدید	26	x	x	1	1	1
13	الصّف	14-6	x	x	2	2	2

کل سورتیں کل آیات تذکرہ

13بار 32بار

پورے قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے عبداللہ کی تعداد 1 بار

مسیح کی تعداد ابن مریم

11بار 21 یسوع، عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کہتے ہیں۔

حضرت مریم کے والد و والدہ کا نام و مختصر تعارف

(تفسیر ابن کثیر جلد: 1، آل عمران)

والدہ کا نام: عمران۔ جیسے کہ پارہ 3 میں ہے، ایک انتہائی عابد و زاہد شخص تھے اور اسی وجہ سے نماز کی امامت بھی انہی کے سپرد تھی۔

والدہ کا نام: حنّہ۔ یہ بھی نیک عابدہ پارسا خاتون تھی۔ دونوں حضرات بنی اسرائیل میں نیک نامی کی وجہ سے مقبول تھے۔

والد کا سلسلہ نسب:

محمد بن اسحٰق صاحب مغازی کے مطابق عمران بن یاشم بن ملیشا بن قبا بن ابراہیم بن عزریا بن ناوش بن اجر بن یہوا بن نازم بن مقاسد بن ایشا بن رخیعم (رحیعام) بن سلیمان بن داؤد علیہ السلام۔

ابن عسا کر نے ان کے علاوہ نام بیان کیے۔ نام میں تمام علماء کا اتفاق ہے کہ یہ حضرت سلیمان بن داؤد (علیہما السلام) کی اولاد میں سے ہے اور حنہ بنت ناقوذ بن قبیل بھی داؤد علیہ السلام کی نسل سے ہیں۔ (البدایہ والنہایہ۔ جلد: 2، صفحہ: 56)

حضرت مریم علیہا السلام کی ولادت پر سپردگی ہیکل:

حضرت عمران کے بارے میں آتا ہے کہ وہ صاحب اولاد نہیں تھے اور حضرت حنہ جو زوجہ عمران تھیں، اولاد کی متمنی تھیں۔ اس لیے اللہ سے اولاد مانگتی رہتی تھیں، انہوں نے نذر مانی کہ جو بچے اے اللہ تو ہمیں دے گا وہ ہم تیرے گھر ہیکل (مسجد اقصیٰ) کی خدمت کے لیے وقف کر دیں گے۔ (البدایہ جلد 2 کے مطابق یہ رسم مذہبی رسوم میں سے مقدس مانی جاتی تھی)، بہر حال حضرت عمران کی بیوی حنّہ کی دعا قبول ہوئی۔

فتح الباری، جلد 2، صفحہ 364 میں بشر بن اسحٰق کہتے ہیں کہ حنہ جب حاملہ تھیں، ان کے شوہر کا انتقال ہو گیا۔ جب مدت حمل پوری ہوئی تو لڑکے کی بجائے لڑکی نے جنم لیا۔ جہاں تک تعلق اولاد کا تھا، حضرت حنّہ خوش تھیں مگر افسوس اس بات کا تھا کہ جو نذر میں نے مانی وہ کیسے پوری ہوگی، لیکن اللہ نے تفصیلی طور پر واقعہ کو نقل کیا ہے اور ان کو تسلی دی کہ یہ لڑکی کوئی عام نہیں، بڑی مبارک ہے۔

حضرت حنّہ نے لڑکی کا نام مریم رکھا۔ فتح الباری جلد 2 صفحہ 365 میں ہے کہ سریانی زبان میں مریم کا معنی خادمہ کے ہیں۔ آل عمران میں تفصیل سے واقعہ مذکور ہے۔

حضرت مریم علیہا السلام جب سن شعور کو پہنچیں تو یہ سوال پیدا ہوا۔

سوال: کہ مقدس ہیکل کی یہ امانت کس کے سپرد کریں۔

جواب: کاہنوں میں سے ہر ایک یہ چاہتا تھا کہ یہ میرے حوالے کی جائے، مجھے اس کا کفیل بنا دیا جائے مگر حضرت زکریا علیہ السلام جو کہ حضرت مریم کی خالہ ایشاع (ایشع) کے خاوند تھے اور مقدس ہیکل کے معزز کاہن و پیغمبر بھی تھے، زیادہ حق دار تھے۔ روایات کے مطابق بنی اسرائیل نے تین مرتبہ قرعہ ڈالا، تینوں مرتبہ نام حضرت زکریا علیہ السلام کا ہی نکلا۔ کہا جاتا ہے کہ کفالت مریم کا معاملہ اس وجہ سے تھا کہ وہ یتیم تھیں۔ بعض نے کہا کہ قحط کا زمانہ تھا۔

غرض حضرت زکریا علیہ السلام نے ان کے صنفی احترام کا لحاظ رکھتے ہوئے ہیکل کے قریب ایک حجرہ ان کے لیے مخصوص کر دیا، تاکہ وہ دن میں وہاں عبادت الٰہی کریں اور اپنی خالہ ایشاع کے پاس شب بسر کریں (روح المعانی، سورۃ آل عمران)۔ حضرت مریم علیہا السلام زہد و

تقویٰ میں بے مثل تھیں، حضرت زکریا علیہ السلام ان کی ضروری نگہداشت کے سلسلہ میں حجرہ میں تشریف لے جاتے تو طرح طرح کے پھل بے موسمی میوہ جات پاتے۔

ایک مرتبہ رہا نہ گیا۔ فرمایا: اَنّٰی لَكِ هٰذَا یہ کہاں سے آئے ہیں؟ کہا حضرت مریمؑ نے: هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ کہ اللہ تعالیٰ دیتے ہیں تو دل میں یہ التجاء پیدا ہوئی، یاالٰہی! ان کو بے موسمی پھل مل سکتے ہیں تو ہم کو بھی بے موسمی پھل تو دے سکتا ہے (یعنی اولاد) تو اللہ نے حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا کو قبول کیا۔ قرآن مجید میں اس کا بھی تفصیلی تذکرہ موجود ہے۔ (دیکھیے سورۃ آل عمران) اور اللہ تعالیٰ نے خاص امانت کی رکھوالی اور اس کی ادائیگی کے لیے حضرت مریمؑ کو چنا اور تمام جہاں کی عورتوں میں سے چنا کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ جس کا اظہار حضرت آدم علیہ السلام کو بنانے کے وقت کیا تھا، وہی اب دنیا کے سامنے ظاہر کرنا تھا۔ کیونکہ بوقت پیدائش آدم علیہ السلام انسانیت موجود نہ تھی اور اب انسانیت کو بتا دینا چاہتے جو کچھ تم برسوں سے کارخانہ کائنات میں ہوتا دیکھ کر یقین کر بیٹھے ہو کہ اس کے برعکس ممکن ہیں کیونکہ عقل محال سمجھتی ہے لیکن اللہ کے سامنے کچھ محال نہیں، اس لیے میں اپنی اس بندی کو چن رہا ہوں۔

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَاءِ الْعٰلَمِيْنَ۔

(سورۃ آل عمران: آیت 42)

اس کے ذریعے میں ایسے بندے کو وجود عطا کروں گا جو سراپا قدرت الٰہیہ کا مظہر ہوگا اور خارق عادات کاموں کا مرکز ہوگا، کیوں کہ جو حضرت مریم علیہا السلام کو تمام جہان کی عورتوں میں سے چن کر فضیلت دی، اس کی بنیادی وجہ خدا کا اپنی قدرت کاملہ کا ظہور اور اپنے ایک ایسے جلیل القدر نبی اللہ کی پیدائش تھی جو سراپا قدرت الٰہیہ کا نمونہ تھا اور جس کے ذریعے بہت ہی اہم کام سر تکمیل پانے والے تھے۔

مریم علیہا السلام اسی طرح ایک عرصہ ایک اپنے مقدس مشاغل کے ساتھ پاک زندگی بسر کرتی رہیں اور مقدس ہیکل کا سب سے مقدس مجاور حضرت زکریا علیہ السلام بھی ان کے زہد و تقویٰ سے بے حد متاثر تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور بشارات کتب سابقہ:

سنۃ اللہ ہمیشہ سے یہ رہی ہے کہ صدیوں بعد اللہ تعالیٰ اولوالعزم جلیل القدر پیغمبر کو بھیجتے رہے ہیں جو نبوت کا زمانہ گزرنے کے کچھ عرصہ بیت جاتا تو دین کے معاملے میں لوگوں میں کمزوری پیدا ہو جاتی، اس کو دور کرتے، حق وصداقت کا صور پھونک کر ایک نیا انقلاب عظیم برپا کر دیتے، مردہ دلوں میں نئی روح ڈالتے۔ اکثر ایسا ہوتا رہا ہے کہ جن قوموں میں امتوں میں اس عظیم المرتبہ پیغمبر کی بعثت ہونے والی ہوتی ہے، صدیوں پہلے ان کے ہادی ورہنمائے ملت اور داعیان حق (انبیاء علیہم السلام) اس مقدس رسول کی آمد کی بشارت وحی الٰہی کے ذریعے سناتے رہتے تاکہ اس کی دعوت حق کے لیے زمین ہموار رہے اور جب اس نور حق کے روشن ہونے کا وقت آ جائے تو ان اقوام وامم کے لیے اس کی آمد غیر متوقع حادثہ نہ بن جائے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ان چند اولوالعزم جلیل القدر اور مقدس رسولوں میں سے ایک ہیں، اگرچہ بائبل (توراۃ وانجیل) لفظی ومعنوی تحریفات سے بھری ہوئی ہے، مگر پھر بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد سے متعلق چند بشارات موجود ہیں، مثلاً توراۃ استثنا باب 33 آیت 20 میں اور اس موسیٰ نے کہا کہ خداوند سینا سے آیا اور شعیر (سامبر) سے ان پر طلوع ہوا اور فاران یک پہاڑوں پر جلوہ گر ہوا......

اس میں سینا سے خدا کی آمد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی طرف اشارہ ہے اور سامبر سے طلوع ہونا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے ہے، کیونکہ ان کی ولادت باسعادت اسی پہاڑ کے ایک مقام بیت اللحم میں ہوئی اور فاران پر جلوہ گر ہونا آفتاب رسالت ﷺ کی بعثت کا اعلان ہے کیونکہ فاران حجاز کے مشہور پہاڑی سلسلہ کا نام ہے۔

اس طرح حضرت یسعیاہ کے صحیفہ میں ہے۔

دیکھ میں اپنا پیغمبر تیرے آگے بھیجتا ہوں جو تیری راہ تیار کرے گا، بیابان میں پکارنے والے کی آواز آتی ہے کہ خداوند کی راہ تیار کرو اس کے راستے سیدھے بناؤ

(باب 40 آیات 3-8)

اس بشارت میں پیغمبر سے عیسیٰ علیہ السلام اور بیابان میں پکارنے والے سے حضرت یحییٰ علیہ السلام مراد ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے منادی تھے۔ قرآن نے بھی ان کو منادِ عیسیٰ کہا ہے۔

اسی طرح متی کی انجیل باب 2 آیات 1-6 اور یوحنا کی انجیل باب 1 آیات 19-23 ،لوقا باب 2 آیات 15-16 وغیرہ دے کر ابواب بائبل میں تفصیلاً مذکور ہیں۔

ولادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام:

حضرت مریم علیہا السلام اپنے خلوت کدہ میں مشغول عبادت رہتی تھیں اور ضروری حاجات کے علاوہ کبھی باہر نہیں نکلتی تھیں۔ایک مرتبہ مسجد اقصیٰ کے مشرقی جانب لوگوں کی نگاہوں سے دور گوشہ میں تنہا بیٹھی تھیں کہ اچانک خدا کا فرشتہ (جبرئیل علیہ السلام) انسانی شکل میں ظاہر ہوا۔حضرت مریم علیہا السلام نے ایک اجنبی شخص کو اس طرح بے حجاب سامنے دیکھا تو گھبرا گئیں اور فرمانے لگیں: اگر تجھے خدا کا کچھ خوف ہے تو میں تجھے خدائے رحمان کا واسطہ دے کر تجھ سے پناہ چاہتی ہوں۔فرشتے نے کہا: مریم! خوف نہ کھا، میں انسان نہیں بلکہ خدا کا فرستادہ فرشتہ ہوں اور تجھ کو بیٹے کی بشارت دینے آیا ہوں۔حضرت مریم علیہا السلام نے سنا تو نہایت تعجب سے کہا: مجھے آج تک کسی مرد نے ہاتھ تک نہیں لگایا، میرا کیسے بیٹا ہوسکتا ہے؟ نہ میں بدکار، میرا نکاح ہوا، یہ کیسے ممکن ہے؟ فرشتے نے جواب دیا: میں تو تیرے پروردگار کا قاصد ہوں۔اس نے مجھ سے اسی طرح کہا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ یہ میں اس لیے کروں گا کہ تجھ کو اور تیرے بیٹے کو کائنات کے لیے اپنی قدرت کاملہ کا نشانِ اعجاز بنادوں اور وہ لڑکا میری طرف سے رحمت ثابت ہوگا، میرا اٹل فیصلہ ہے۔ (سورۂ مریم: آیت نمبر 17 تا 21 کا مفہوم)

اے مریم! اللہ تجھ کو ایک ایسے لڑکے کی بشارت دیتا ہے جو اس کا کلمہ ہوگا، لقب اس کا مسیح اور نام عیسیٰ (یسوع) ہوگا۔دنیا و آخرت میں صاحب وجاہت اور عظمت کا نشان ہوگا اور اللہ کے مقربین میں سے ہوگا۔وہ اللہ کے کلمہ وہ نشان اعجاز ہونے کی وجہ سے بحالت شیر خوارگی لوگوں کے ساتھ باتیں کرے گا اور بڑھاپے میں بھی، یعنی سن کہولت کو بھی پائے گا تاکہ کائنات کی رشد و ہدایت کی خدمت کی تکمیل کرے اور یہ تمام باتیں واقعات ضرور ہو کر رہیں گی۔اللہ تعالیٰ کا قانون قدرت یہ ہے کہ جب وہ کسی شئے کو وجود میں لانا چاہتا ہے تو اس کا محض یہ ارادہ اور حکم (کن) ہوجا، اس شئے کو نیست سے ہست کردیتا ہے، لہٰذا اس کے لیے بھی ایسا ہی ہوگا اللہ اس کو اپنی کتاب عطا کرے گا، حکمت سکھائے اور اولاً بنی اسرائیل کے لیے رشد و ہدایت کا ذریعہ بنائے گا۔
(آل عمران: 45 تا 47 کا مفہوم)

حضرت جبرئیل امین نے حضرت مریم علیہا السلام کو یہ بشارت سنا کر گریبان میں پھونک ماری جس سے حضرت مریم علیہا السلام کو حمل ٹھہر گیا۔ جب خود کو حاملہ محسوس کیا تو بتقاضہ بشری ایک اضطرابی کیفیت طاری ہوگئی۔ جب ولادت کا وقت قریب ہوا تو اضطراب بہت بڑھ گیا، قوم کی بہتان طرازیوں سے بچنے کے لیے دور مقام جو کہ یروشلم بیت المقدس سے تقریباً 9 میل دور کرہ سراۃ (سامبر) کے ایک ٹیلہ پر چلی گئیں جواب بیت اللحم کے نام سے مشہور ہے، دردِ زہ شروع ہوا تو اضطراب کی وجہ سے کھجور کے تنے کے سہارے بیٹھ گئیں اور کہنے لگیں، کاش میں اس سے پہلے مرچکی ہوتی اور میری ہستی کو لوگ یک قلم فراموش کر چکے ہوتے، تب ہی خدا کے فرشتے نے پکارا: مریم! غمگین نہ ہو......الخ

حضرت مریم علیہا السلام ولادت عیسیٰ سے فارغ ہوئیں تو یہ خیال دامن گیر ہوا، اگرچہ قوم میری عصمت و پاک دامنی کی معترف ہے، زہد وتقویٰ سے ناآشنا نہیں مگر پھر بھی ان کی عقل تو انکار کرے گی، حیران ہوگی، اب اس کا علاج کیا ہونا چاہیے، تو اس طرف سے بھی اللہ نے مطمئن کردیا، گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ جب کہا گیا ہے کہ بچہ کلمۃ اللہ اور نشان خداوندی کا مظہر کامل ہے، اس کی ولادت ہی خرقِ عادت نہیں بلکہ آگے بھی تمام امور خرق عادت اس کے ساتھ پیش آنے والے ہیں۔ قوم بے جا اعتراض کرے تو کہنا میرا روزہ ہے اور بنی اسرائیل کے روزے خاموشی کے بھی ہوتے تے، بس اشارہ کرنا خرق عادت ایک اور کام بعد از ولادت ظاہر کہ یہ اپنا خود وکیل صفائی بن کے سامنے آئے گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ایسا حکیمانہ کلام جس میں چند باتیں اہمیت کی حامل ہمارے موضوع سے بھی متعلق ہیں۔

قوم ے ایک شیر خوار بچے کی زبان سے جب یہ فصاحت بھرا اور اپنی پوری زندگی کا حامل اور مقصد باعزت معیشت کو جامع انداز میں اپنے پایا تو خود ان کی زبانیں بھی حضرت مریم علیہا السلام کی برأت کا اظہار کرنے لگیں۔

یہ خبر ایسی جھوٹی موٹی نہیں تھی کہ خفیہ رہ سکتی۔ دور وقریب تمام جگہوں پر چرچے ولادت عجیبہ اور تکلم فی المہد کے ہونے لگے۔

بشارت ولادت:

اسرائیلیات کے مشہور ناقل حضرت وہبؒ بن منبہ سے ولادت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اور متی کی انجیل میں بھی موجود ہیں۔ ان واقعات کی تفصیل قصص القرآن (للیسو باریؒ) میں ملاحظہ ہو۔

حلیۂ مبارک:

بخاری شریف حدیثِ 3437 میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری ملاقات حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) سے ہوئی تو میں نے ان کو میانہ قد، سرخ وسفید پایا۔ بدن ایسا صاف شفاف تھا معلوم ہوتا تھا کہ ابھی حمام سے نہا کر آئے ہیں۔

اور بعض روایات میں ہے کہ آپ کے بال زلفیں کندھوں تک تھیں اور بعض روایات میں ہے کہ رنگ کھلتا ہوا، گندم گوں تھا۔ بخاری کی روایت اور اس روایت میں حرف اداء وتعبیر کا فرق ہے حسن میں اگر صباحت کے ساتھ ملاحت کی آمیزش بھی ہوتی ہے تو اس رنگ میں ایک خاص کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ کسی وقت اگر سرخی جھلک آئے تو صباحت نمایاں ہو جاتی ہے اور اگر کسی وقت ملاحت غالب آجائے تو چہرہ پر حسن ولطافت کے ساتھ کھلتا ہوا گندم گوں رنگ چمکنے لگتا ہے۔

حالت بنی اسرائیل اور بعثت ورسالت:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قبل بنی اسرائیل ہر قسم کی برائیوں، لغویات انفرادی و اجتماعی عیوب ونقائص کا اتم مجموعہ بن چکے تھے۔ عقائد واعمال خراب، قتلِ انبیاء اللہ ان کا شیوہ بن چکا تھا۔ حضرت زکریا علیہ السلام کو اور ان کے بیٹے کو بھی یعنی حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بھی انہی سفاک بدعقائد وبداعمال بنی اسرائیلیوں نے شہید کیا۔

یہود کی اعتقادی عملی زندگی کا مختصر اور مکمل نقشہ ہم کو شعیا علیہ السلام کی زبانی خود توراۃ نے اس طرح دکھایا ہے۔ خداوند فرماتا ہے یہ امت بنی اسرائیل زبان سے میری عزت کرتی ہے مگر ان کا دل مجھ سے دور ہے اور یہ بے فائدہ میری پرستش کرتے ہیں، کیونکہ میرے حکموں کو پیچھے ڈال کر آدمیوں کے حکموں کی تعلیم دیتے ہیں۔

معجزات عیسیٰ علیہ السلام:

نبی اور رسول کی بعثت کا مقصد کائنات کی رشد وہدایت اور لوگوں کو دین و دنیا کی فلاح و خیر کی رہنمائی کرنا ہے اور وہ منجانب اللہ وحی کی روشنی میں اس فرضیت منصبی کو سرانجام دیتے ہیں۔ علم و برھان کے ذریعے راہ صداقت دکھاتے ہیں اور معجزات ان پیغمبروں کی حقانیت کے لیے خدا ان کے ہاتھ سے ظاہر فرماتے ہیں۔ تمام انبیاء کو اللہ نے معجزات سے نوازا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے 9 معجزات، حضرت صالح علیہ السلام کی ناقہ وغیرہ، حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے لوہے کو نرم کرنا، حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے تسخیر کائنات، مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بذاتِ خود معجزہ کلمۃ اللہ ہیں، اول روز پیدائش سے ہی معجزات کا ظہور ہوا اور تا وفات ساری زندگی انہی خرق عادات کا مجموعہ اللہ تعالیٰ نے بنادی۔ احیائے موتی، نزول مائدہ، برص زدہ کو تندرست کرنا اور مادر زاد یعنی پیدائشی اندھے کو بینا کرنا ان کے معجزات اور زندگی کا ایک حصہ ہیں۔ اسی طرح رفع الی السماء اور قرب قیامت نزول من السماء الی الارض (جس پر ہماری تمام بحث کا دارومدار ہے، خدا تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے واضح دلائل ہیں) یہ تمام معجزات عیسیٰ کا قرآن مصدق ہے۔

یہود کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عداوت اور رفع عیسیٰ الی السماء:

یہود بنی اسرائیل اپنی مذہبی کتابوں کی پیشگوئیوں اور بشارتوں میں یہ پڑھ چکے تھے کہ دنیا میں دو مسیح آئیں گے، ایک مسیح ہدایت ہوگا اور ایک مسیح ضلالت۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی نے مسیح ضلالت کے بارے میں اپنی امت کو باخبر کیا۔

ان کو دونوں سے سابقہ پڑے گا، اس لیے وہ منتظر تھے کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد مسیح ہدایت کا ظہور کب ہوتا ہے؟ لیکن شومئی قسمت کہ جب مسیح ہدایت کا ظہور ہوا تو انہوں نے بغض اور ضد کی راہ سے اس کو مسیح ضلالت کہہ کر رد کر دیا اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ آمادۂ قتل ہوگئے اور چونکہ قتل انبیاء ان کا دستور رہا تھا، اس لیے وہ اس عمل پر جری ہو چکے تھے۔ پس دوسرے انبیاء علیہم السلام کی طرح ان کے قتل کے بھی درپے ہوگئے اور مسیح ضلالت دجال کو بدقسمتی (جو کہ ان کے کرتوتوں کے سبب ان کے ماتھے کا کلنک بن چکی تھی) سے مسیح ہدایت سمجھ کر اس کے منتظر بن گئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نہ شادی کی اور نہ کوئی گھر بنایا، درویشانہ زندگی، شہر شہر، قریہ قریہ خدا کا پیغام سناتے اور دین حق کی دعوت وتبلیغ کا فریضہ سرانجام دیتے اور جہاں بھی رات آ پہنچتی وہیں بے سروسامان، راحت کے بغیر شب بسر کرلیتے اور چونکہ ان کی ذاتِ اقدس سے مخلوق خدا جسمانی وروحانی دونوں طرح کی شفاءاور تسکین پاتی تھی، اس لیے جس جانب بھی ان کا گزر ہوجاتا، جم غفیر حسن عقیدت کے ساتھ جمع ہوجاتا اور والہانہ محبت کے ساتھ ان پر نثار ہوجائے کو تیار رہتا تھا۔ یہود کو اس دعوت حق کے ساتھ جو بغض وعناد تھا، اس نے بڑھتی ہوئی مقبولیت کی انتہائی حد اور سخت خطرہ کی نگاہ سے دیکھا اور جب ان کے مہر جباریت لگے، مسخ شدہ قلوب کسی طرح اس کو برداشت نہ کرسکے تو ان کے سرداروں، فقیہوں اور صدوقیوں نے ذاتِ اقدس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف سازشیں شروع کردیں، بادشاہِ وقت کو مشتعل کیا۔

یہودیوں کے بادشاہ ہیرودیس کی حکومت یہود کے ناگفتہ بہ حالات کی بدولت اپنے باپ دادا کے علاقہ میں سے بمشکل ایک چوتھائی پر قائم تھی اور وہ بھی برائے نام اصل حکومت واقتدار وقت کے بت پرست شہنشاہ قیصر روم کو حاصل تھی اور اس کی نیابت میں بلاطیس یہودی کے اکثر علاقہ کا گورنر یا بادشاہ تھا۔ باوجود بت پرست بادشاہ جو کہ ان پر مسلط تھا، کے اقتدار کو اپنی بدبختی سمجھ کر اس سے متنفر تھے مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف قلوب میں مشتعل حد تک کی آگ نے اور صدیوں کی غلامی سے پیدا شدہ پست ذہنیت نے ایسا اندھا کردیا کہ انجام کی پرواہ کیے بغیر بلاطیس کے دربار میں پہنچے اور اس کو حضرتِ اقدس کے خلاف بھڑکایا۔ بالآخر اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کرنے کی اجازت دی، سب یہودی خوش، بے حد مسرور، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مکان کا محاصرہ کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے بند مکان میں بمعہ حواریوں کے موجود تھے۔

جب بنی اسرائیل نے ان کا محاصرہ کیا اور ان کو پکڑنے لگے تو پیغمبر برحق حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر دسترس نہ پاسکے۔ خدا نے بحفاظت ان کو اُٹھالیا۔ جب بنی اسرائیل گھر میں گھسے تو صورت حال ان پر مشتبہ ہوگئی اور وہ ذلت ورسوائی کے ساتھ اپنے مقصد میں ناکام رہے اور اس طرح خدا نے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا جو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی حفاظت کے لیے کیا گیا تھا۔

تفصیل:

یوں ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ محسوس کیا کہ اب بنی اسرائیل کے کفر وانکار کی سرگرمیاں اس درجہ بڑھ گئیں کہ وہ توہین وتذلیل اور میرے قتل کے لیے سرگرم ہو گئے تو شاگردوں کو جمع کیا، بیان کیا کہ امتحان کی گھڑی سر پر ہے، کڑی آزمائش کا وقت ہے، حق کو مٹانے کی سازشیں پورے شباب پر ہیں، میں زیادہ دیر تمہارے اندر نہیں رہنے والا۔ بتاؤ میرے بعد میرے دین کا مددگار کون بنے گا؟ تو سب نے لبیک کہا، پھر ان کے حق میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی۔

الٰہی میرے بعد ان کا نگرانِ حامی وناصر تو ہی ہے، اب تیرے سہارے چھوڑ رہا ہوں، تو اللہ نے جہاں انہیں ان کی ذات کے بارے میں تسلی دی، وہیں ان کے حقیقی تبعین کے بارے میں بھی تسلی دی۔ وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ۔

ان تسلیوں، بشارتوں یا خوشخبریوں میں سے ایک یہ بھی ہے: رَافِعُكَ اِلَیَّ میں تجھے اپنی طرف اٹھالوں گا۔ آیا یہ اُٹھانا کیسا تھا؟

(1) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم کو اُٹھایا گیا۔

(2) روح کو اُٹھایا گیا۔

(3) دونوں کو۔

(4) یا رَافِعُكَ کا معنی تیرے درجات بلند کروں گا یعنی نہ روح بلکہ رفع درجات، رفعت شان وعزمت بیان ہے۔ ان امور کا مدلل بیان ان شاء اللہ آئندہ اسباق میں آئے گا۔

مشق نمبر 9

(1) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اللہ نے کیا معاملہ کیا؟

(2) اس میں مسلمانانِ امت کا عقیدہ یعنی عقیدہ اہلسنت والجماعۃ کیا ہے؟

(3) عیسائیوں کا کیا عقیدہ ہے ودیگر باطل جیسے یہود، مرزائی حضرات کا کیا مؤقف ہے اور درست مؤقف کیا ہے؟

(4) اوران باطل پرستوں کے اپنے مطلب کے عقائد گھڑنے کی وجہ وحقیقت کیا ہے؟

(5) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا شجرۂ نسب کیا ہے؟